پی ڈی ایف کتابوں کی شرعی حیثیت

فقہ اسلامی اور معاصر قوانین کے تناظر میں

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

دار الفکر الاسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں!

نام کتاب: پی ڈی ایف کتابوں کی شرعی حیثیت: فقہ اسلامی اور معاصر قوانین کے تناظر میں

مصنف: ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

ناشر: دار الفکر الاسلامی

صفحات: 31

قیمت: 50روپے

طبع اول: اپریل، 2020ء

ای میل: mzubair@cuilahore.edu.pk

drhafizmuhammadzubair@gmail.com

مصنف کی دیگر کتب:

- ☆ وجود باری تعالی: مذہب، فلسفہ اور سائنس کی روشنی میں(Existence of God)
- ☆ صالح اور مصلح(Personality Development)
- ☆ سیکس، سائیکالوجی اور سوسائٹی(Sex, Psychology and Society)
- ☆ آسان دین(Easy Islam)
- ☆ تعلق کی سائنس(Science of Relationship)
- ☆ ازدواجی زندگی مسائل اور حل(Marital Life: Problems and Solutions)
- ☆ مکالمہ(Dialogue)
- ☆ اسلامی نظریہ حیات(Islamic Ideology of Life)
- ☆ اسلام اور مستشرقین(Islam and Orientalists)
- ☆ بیس سے زائد کتب اور دو صد سے زائد آرٹیکلز کی اشاعت

مصنف کی جملہ کتب کے پی ڈی ایف ورژن کا فری ڈاؤن لوڈ لنک:

https://kitabosunnat.com/musannifeen/muhammad-zubair-temi

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پی ڈی ایف کتابوں کی شرعی حیثیت

فقہ اسلامی اور معاصر قوانین کے تناظر میں

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر
اسسٹنٹ پروفیسر، کامساٹس یونیورسٹی اسلام آباد، لاہور کیمپس، لاہور
ریسرچ فیلو، مجلس تحقیق اسلامی، ماڈل ٹاؤن، لاہور
ریسرچ فیلو، شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی، لاہور

دار الفکر الاسلامی
لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ [المائدة: 67]

”اے رسول ﷺ! آپ لوگوں تک پہنچادیں جو وحی بھی آپ پر نازل کی گئی ہے۔ اور اگر آپ نے اسے نہ پہنچایا تو آپ نے رسالت کا حق ادا نہ کیا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انتساب

ان علماء اور داعیان دین کے نام

کہ جو اپنی علمی، تحقیقی، فکری، دعوتی اور اصلاحی کتب کی پی ڈی ایف بنا بنا کر سوشل میڈیا پر فری تقسیم کرتے ہیں تاکہ ان کے اور ان کے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنے، ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کی ہدایت کا باعث بنے اور اللہ کے دین کی نشر و اشاعت اور غلبہ زیادہ سے زیادہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

یہ کتابچہ اس موضوع پر ہماری فیس بک کی تحریروں کا مجموعہ ہے کہ جنہیں تہذیب و تصحیح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کتابچے کا شان نزول یہ ہے کہ کتاب وسنت ویب سائیٹ اردو زبان میں مذہبی کتب کا سب سے بڑا آن لائن ڈیٹا بیس (online database) ہے۔ اس ویب سائیٹ پر ہزاروں کتب پی ڈی ایف (pdf) فارمیٹ میں ڈاؤن لوڈنگ کے لیے فری دستیاب ہیں۔ اور قارئین تک اس برقی کتاب (e-book) کو مفت پہنچانے کے لیے ادارے کے لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ تو کتب کی خریداری، ان کو اسکین کرنے کے لیے قیمتی ساز وسامان (equipment) مثلاً اسکینرز اور کمپیوٹرز وغیرہ کی خریداری، کتابوں کو آن لائن رکھنے کے لیے جگہ یعنی سائیٹ کا سالانہ خرچ، بہترین انٹرنیٹ کنکشن کا ماہانہ خرچ، اور مزید یہ کہ ان کتب کو اسکین کر کے آن لائن کرنے کے لیے ادارہ ایک پوری ٹیم کی تنخواہیں ادا کر رہا ہوتا ہے۔ پس آپ کو ای بُک فری میں ملتی ہے لیکن اس پر کافی خرچ اور محنت ہوئی ہوتی ہے۔

کتاب وسنت ویب سائیٹ پر ان برقی کتب کو اپ لوڈ کرنے پر پبلشرز کی ایک جماعت عرصہ دراز سے ادارے سے نالاں تھی اور بعض تو اسے حقوق کی خلاف ورزی بھی کہہ رہے تھے۔ پچھلے دنوں ایک دوست نے ایک واٹس ایپ گروپ میں اس موضوع پر ہونے والی علمی بحث کا خلاصہ اپنی وال پر پیش کیا ہے کہ جس میں پبلشر حضرات کی رائے بھی براہ راست سامنے آگئی ہے۔ تو یہ کتابچہ اس رائے پر ایک مفصل علمی تبصرہ ہے۔ تو کاپی رائٹس کے قوانین عصر حاضر کی بدعات میں سے ہیں جو عالم اسلام میں بھی بد قسمتی سے رائج ہو گئے ہیں۔

واضح رہے کہ راقم الحروف نے اپنی بیس سے زائد تحقیقی کتب اور دو سو سے زائد ریسرچ آرٹیکلز آن لائن پبلش کر رکھے ہیں۔ راقم کی یہ عادت ہے کہ کسی کتاب کی ہارڈ کاپی کی صورت میں اشاعت سے پہلے ہی اس کی سافٹ کاپی انٹرنیٹ پر فراہم کر دیتا ہے۔

ابو الحسن علوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پی ڈی ایف کتابوں کی شرعی حیثیت

ہمیں اس پر بحث کرنی ہے کہ اس بات کی شرعی دلیل کیا ہے کہ کسی کتاب کی پی ڈی ایف (pdf) شیئر کرنا جائز نہیں ہے؟ میں نے ایک کتاب خریدی یعنی اس کا ایک نسخہ خریدا جسے ہم ہارڈ کاپی کہتے ہیں۔ اب یہ ہارڈ کاپی میری ملکیت ہے، اس ہارڈ کاپی کے حق ملکیت (right to ownership) یا حق استعمال (right to usability) پر کوئی ایسی قدغن نہیں لگائی جا سکتی کہ جس سے اس کے حق ملکیت یا حق استعمال پر ہی سوال کھڑا ہو جائے کہ وہ دیا بھی گیا ہے یا نہیں۔ میں اس کتاب کو کسی پبلک لائبریری میں رکھوا دوں جہاں سے ہزاروں لوگ اس سے استفادہ کریں۔ یا میں اس کتاب کو کسی عالم دین کو تحفے میں دے دوں اور وہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے خطبات جمعہ یا دروس وغیرہ آڈیو یا ویڈیو میں ریکارڈ کروا کے انہیں پبلک کر دیں۔ یا میں اس کتاب کی پچاس فوٹو کاپیاں کروا کے اسے لوگوں میں مفت بانٹ دوں۔ یا میں اس کتاب کی ای بک بنا کر کسی کو دے دوں۔ ہاں! اگر کوئی پابندی عائد کی جا سکتی ہے تو وہ یہ کہ میں اس نسخے کی تالیف وتصنیف کی نسبت اس کے اصل مولف ومصنف ہی کی طرف کروں کہ یہ اصلاً اسی کی محنت اور اسی کا کام ہے۔ ہمیں تو کم از کم یہی بات سمجھ آتی ہے، واللہ اعلم۔

باقی یہ دلیل تو وزنی معلوم نہیں ہوتی کہ کسی کتاب کی پی ڈی ایف (pdf) شیئر کر دینے سے اس کی فروخت متاثر ہوتی ہے اور پبلشر کو نقصان ہوتا ہے۔ ہر معروف اخبار تقریباً صبح چھ بجے آن لائن ہو جاتا رہا ہے لیکن ان کے مالکان کو تو پروا نہیں بلکہ انہیں اس سے فائدہ ہوتا ہے کہ ان کا آن لائن قاری (reader) بڑھتا ہے۔ اور وہ اپنی سائیٹ پر آن لائن ایڈورٹزمنٹ کے ذریعے بہت کمائی کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اخبار بیچنے والوں کی طرف سے جب یہ شکایت اخبارات کے مالکان کو کی گئی کہ اخبار آن لائن ہونے کی وجہ سے ان کی فروخت میں کمی آ رہی ہے تو اخبار کے مالکان کی طرف سے اخبار آن لائن کرنے کی پالیسی تو ختم نہیں کی گئی البتہ اس میں یہ جزوی تبدیلی ضرور کر لی گئی کہ اب کچھ اخبار ذرا دیر سے آن لائن ہوتے ہیں کیونکہ ان کا آن لائن کرنا بھی کمائی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ تو اخبارات والوں نے تو برقی اخبار کو اپنی مزید کمائی کا ذریعہ بنا لیا اور ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی سُستی اور غیر تخلیقی ذہن ہونے کی وجہ سے اس پر ہی اعتراض کرتے رہ گئے کہ ای بُک نہیں بنانی چاہیے کہ اس سے فروخت متاثر ہوتی ہے اور دوسری طرف پورا یورپ ای بُک کو ایک بہت بڑا کاروباری ذریعہ (business tool) بنائے ہوئے ہے۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے مذہبی پبلشرز کی اکثریت کو معلوم نہیں کہ مارکیٹنگ کسے کہتے ہیں اور کیسے کی جاتی ہے لہٰذا ان سے کتاب فروخت ہوتی ہی نہیں ہے۔ یا انہیں یہ سب پتہ تو ہے لیکن وہ کچھ کرنا نہیں چاہتے۔ میں نے لاہور کے ایک معروف پبلشر اور مکتبے سے اپنی کتاب "صالح اور مصلح: کتاب وسنت اور سلف صالحین کے منہج پر تزکیہ نفس اور اصلاح احوال کا پروگرام" 1100 کی تعداد میں پبلش کروائی اور ایک سال میں اس کے 850 نسخے خود سے فروخت کیے، الحمد للہ! اور مکتبہ نے سال بھر میں صرف 150 بھی نہ نکالے تھے۔ اور میرا نہ کوئی چھاپہ خانہ، نہ میں پبلشر، نہ میرا اردو بازار میں کتب خانہ، نہ میری آؤٹ لیٹس (outlets)، نہ میرا ان کے جیسا کوئی تعارف۔ اور اس کتاب کی پی ڈی ایف میں نے پبلش کرنے سے پہلے ہی شیئر کر دی تھی۔ تو یہ دلیل تو ہماری نظر میں کم از کم درست نہیں کہ پی ڈی ایف شیئر کر دینے سے کتاب نہیں بکتی ہے بلکہ میں اپنی ہر کتاب کی اشاعت سے پہلے اس کی پی ڈی ایف شیئر کر دیتا ہوں اور میری کوئی کم از کم دس سے زائد کتابیں تو شائع ہو چکی ہیں اور سب نکل چکی ہیں۔

ہمارے فاضل دوست ابو بکر قدوسی صاحب نے ہمارے اس نکتے کے جواب میں یہ عرض کیا کہ ایک معروف مکتبے پر اس طرح بات کرنا اس کی توہین ہے۔ تو ہمارا جواب یہی تھا کہ اس میں کوئی توہین نہیں ہے۔ اگر باہمی تقابل سے پبلشر حضرات کی کوئی کاروباری کمزوری سامنے آ رہی ہے تو اسے درست کریں کہ یہ آپ کے کاروبار کے لیے بھی مفید ہے نہ کہ اسے اپنی توہین بنا کر مذہبی بحث شروع کر دیں۔ دیکھیں! میں مصنف کے ساتھ ایک گاہک بھی ہوں، آپ ایک گاہک کی بھی تو نفسیات کو ذہن میں رکھیں، اچھا بزنس کرنے والے تو کسٹمر کیئر کے نام سے پورا ایک ڈیپارٹمنٹ بناتے ہیں کہ انہیں اپنے گاہک کو مطمئن کرنا ہے تاکہ وہ دوبارہ ان کا گاہک بنے اور ہم مذہبی لوگ فیڈ بیک کو بالکل اہمیت ہی نہیں دیتے۔ تو گویا ہم نے مذہبی کتابوں کا کاروبار، معروف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاروباری اصولوں پر کیا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس طرف توجہ دلاتا بھی ہے تو پبلشرز کا انداز یہ ہوتا ہے کہ کیا اب تم ہمیں کاروبار سکھاؤ گے۔ تو ہم نہ تو کاروباری ہیں اور نہ ہی پبلشرز کو کاروبار سکھانے کی پوزیشن لے رہے ہیں۔ ہم جدید اصلاح میں آپ سے فیڈ بیک شیئر کر رہے ہیں جسے کسٹمر فیڈ بیک کہتے ہیں تا کہ آپ اپنا کاروبار مفید بنا سکیں اور ہمارا بھی بھلا کریں۔

تو ہم یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے مکتبے سے کتاب مفت پبلش نہیں کروائی۔ انہیں اس کے لیے ادائیگی کی گئی اور انہوں نے بھی اس کی پرنٹنگ کا پورا پورا خرچ لیا اور اس میں سے اپنا منافع بھی رکھا۔ اور مزید وہ دوسری بار اس کتاب پر منافع اس طرح حاصل کرتے ہیں کہ اسی کتاب کے ایک نسخہ کو بیچنے پر وہ اس کی کل قیمت کا دس فی صد پرافٹ رکھتے ہیں یعنی کتاب پرنٹ کرنے کا الگ منافع اور بیچنے کا الگ منافع۔ اور سب پبلشرز ایسے کرتے ہیں تو اب بھی وہ کتاب نہ بیچ پائیں تو مصنف کو شکایت نہ ہو تو کیا ہو جبکہ وہ خود تھوڑی سی محنت اور ہمت کرے تو ان سے پہلے کتاب نکال دے۔ ابو بکر قدوسی صاحب کا کہنا یہ بھی تھا کہ پبلشر نے تو سینکڑوں کتابیں نکالنی ہوتی ہیں اور آپ نے ایک نکالنی ہے۔ تو اس کے جواب میں، میں نے انہیں کہا کہ میں دس سے زائد کتابیں خود سے پبلش کر چکا ہوں اور ان میں سے بعض کے پانچ ایڈیشن بھی نکل چکے جیسا کہ فکر غامدی: ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ۔ تو میں پھر یہ کہوں گا کہ اردو بازار میں مذہبی مکتبے جب اپنی کتاب پبلش کرتے ہیں تو اس پر پھر تھوڑی سی محنت کر لیتے ہیں کہ وہ کتاب مارکیٹ میں نکل جائے کیونکہ اس پر ان کا اپنا پیسہ لگا ہوتا ہے۔ اور یہی مکتبے جب کسی اور مصنف کی کتاب پبلش کرتے ہیں جبکہ اس پر پیسہ بھی مصنف کا لگا ہوتا ہے اور مکتبہ اس میں سے منافع بھی رکھ رہا ہوتا ہے لیکن وہ کتاب فروخت کرنے پر بالکل بھی توجہ نہیں دیتے حالانکہ ہر کتاب کی فروخت پر ان کو دس فی صد منافع علیحدہ سے جا رہا ہوتا ہے۔ تو یہ تو کاروباری اصولوں سے بھی گیا گزرا ہونے والی بات ہے۔

تو اس طرح جواب الجواب میں نہ پڑیں، مسئلے کو سمجھیں اور اس کے حل کی کوشش کریں۔ اب اس تمیز سے بھی باہر نکلیں کہ ہماری شائع شدہ کتاب تو نکل نہیں رہی اور دوسرے کی لوگ مانگے ہی جا رہے ہیں تو ہمیں دوسرے کی بھی نہیں رکھنی ہے۔ آپ ایک پبلشر ہیں اور آپ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی چھاپی ہوئی کتاب نہیں نکل رہی تو اس کی وجوہات کیا ہیں، وہ تلاش کریں اور پھر انہیں ختم کرنے کی کوشش کریں تو آپ کی کتاب نکلے گی۔ اب آپ کو اگر محنت کرنا مشکل لگے اور بس ایک یہی جواب بن پڑے کہ پی ڈی ایف کی وجہ سے کتاب نہیں نکلتی تو اس کا جواب ہم نے یہ دیا ہے کہ میں اپنی ہر کتاب پبلش کرنے سے پہلے ہی اس کی پی ڈی ایف شیئر کر دیتا ہوں۔ اور ایک بڑی تعداد اس کی پی ڈی ایف پڑھ لینے کے بعد کہتی ہے کہ ہمیں یہ کتاب ہارڈ کاپی میں بھی چاہیے۔ تو اگر پی ڈی ایف پڑھنے کے بعد ریڈر آپ سے کتاب نہیں خرید رہا تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ آپ کی کتابوں میں کچھ خاص نہیں ہے یا آپ نے کتاب کی قیمت بہت مانگ رکھی ہے۔ تو اپنی کتاب کو معیاری بنائیں، قیمت مناسب رکھیں، زمانے کے رجحانات دیکھیں، معاشرے کے مسائل پر پبلش کریں تو پھر دیکھیں کہ کتاب کیسے نہیں نکلتی ہے!

بلا شبہ مذہبی پبلشرز میں مارکیٹنگ کرنا صرف دار السلام جانتا ہے لیکن اب مذہبی کتابوں کے پبلشرز کی کتاب نہ بکنے کی بڑی وجہ ان کے موضوعات ہیں۔ عمدہ کاغذ، خوبصورت پرنٹنگ، دیدہ زیب ٹائیٹلز، نت نئے عناوین لیکن اندر کچھ نہیں ہے، وہی پرانی شراب نئے گلاسوں میں بیچیں گے تو کیسے بکے گی! صرف ریڈر سے شکوہ نہ رکھیں کہ وہ آپ کی کتاب نہیں خرید رہا، آپ یہ بھی تو دیکھیں کہ اسے دے کیا رہے ہیں۔ اگر آپ کے پاس چند روایتی کتب کے تراجم کو چھوڑ کر اسے دینے کو کچھ نہیں تو آپ کا شکوہ بجا نہیں کہ لوگوں کی کتاب میں دلچسپی ختم ہو گئی ہے۔ اگر ریڈر کا آپ سے شکوہ یہ ہے کہ آپ سوسائٹی کے زندہ مسائل پر کچھ پبلش ہی نہیں کرتے اور اگر کر بھی دیں تو اس میں کچھ ایسا نہیں ہوتا کہ جس سے سوسائٹی یہ سمجھے کہ اس کے مسائل کو ایڈریس کیا گیا ہے تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ تو اگر تو صورت واقعی میں ایسی ہے جیسا کہ ریڈر کا شکوہ ہے تو ریڈر نے ایسی پی ڈی ایف پڑھنے کے بعد کیا خریدنی ہے! وہ تو شکر کریں گے کہ ان کا پیسہ بچ گیا۔

متقدمین فقہاء کے زمانے میں کاپی رائٹس کا مسئلہ نہیں تھا لہذا اس بارے ہمیں ان کا کوئی کلام نہیں ملتا ہے۔ اور ہماری رائے میں یہ کہنا درست ہے کہ یہ مسئلہ جدید دور کی بدعات میں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ مغربی دنیا میں بھی پندرہویں صدی سے پہلے کاپی رائٹس کے قوانین کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔ اٹلی میں 1482ء میں، انگلینڈ میں 1623ء میں، فرانس میں 1791ء میں، امریکہ میں 1787ء میں اور جرمنی میں 1815ء ور سلطنت عثمانیہ میں 1879ء میں پہلی مرتبہ کاپی رائٹس کے قوانین وضع کیے گئے[1] جبکہ کتابیں لکھنے لکھانے کا عمل پوری دنیا میں ہزاروں سال سے جاری ہے۔ جہاں تک معاصر فقہاء اور علماء کی بات ہے تو کاپی رائٹس کے بارے ان کے تین موقف ہیں؛ علماء کی ایک جماعت کاپی رائٹس کی قائل ہے، دوسری اس کو ناجائز کہتی ہے اور تیسری جماعت کا کہنا یہ ہے کہ خود مصنف کے لیے تو کاپی رائٹس رکھنا جائز ہے لیکن اس کے لیے انہیں کسی پبلشر کو آگے بیچ دینا جائز نہیں ہے۔[2]

فقہاء کا اصل اختلاف مال کی تعریف میں ہے کہ مال کسے کہتے ہیں اور کیا ذہنی اور علمی کدو کاوش مال کہلائی جاسکتی ہے؟ اگر ہم فنی اور ٹیکنکل تعریفات سے بچتے ہوئے سادہ الفاظ میں وضاحت کریں تو حنفیہؒ کے نزدیک مال سے مراد وہ شیء ہے کہ جسے محفوظ (preserve) کیا جا سکے تو ظاہری بات ہے کہ یہ مادی شیء ہو گی لہذا علم، مال میں شامل نہیں ہے۔ مالکیہ کے ہاں مال سے مراد وہ شیء ہے کہ جس کی ملکیت (ownership) حاصل ہو سکے۔ اور حنابلہ اور شوافع کے نزدیک مال سے مراد وہ شیء ہے کہ جس میں کسی قسم کی منفعت (benefit) ہو۔[3]

ہماری رائے میں مال کی جو بھی تعریف کر لی جائے، علم اور مال دو مختلف چیزیں ہیں، یہ کبھی بھی ایک نہیں ہو سکتیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت طالوت علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا خلیفہ اور بادشاہ بنایا گیا تو بنی اسرائیل نے اعتراض کیا کہ ان کے پاس تو مال نہیں ہے تو اللہ عزوجل نے جواب دیا کہ مال نہیں ہے تو کیا ہوا، ان کے پاس علم تو ہے ناں۔[4] اسی طرح قرآن مجید میں ہے کہ

---

[1] حسين بن معلوي الشهراني، حقوق الاختراع والتأليف في الفقه الإسلامي، دار طيبة، الرياض، 1425هـ، ص 331

[2] أيضاً: ص 238-242

[3] الموسوعة الفقهية الكويتية، مطابع دار الصفوة، مصر، 36/31-32

[4] وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ [البقرة: 2: 247]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن کسی قسم کا بھی مال انسان کے کچھ کام نہ آئے گا۔[1] لیکن علم تو کام آئے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ عزوجل اہل علم کے درجات بلند فرمائے گا۔[2] اسی طرح قرآن مجید میں اس شخص کے لیے مذمت وارد ہوئی ہے جو مال جمع کر کے اسے گنتا رہے۔[3] تو یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی نظر میں مال ایک ایسی مادی چیز ہے کہ جس کا جمع کرنا اور شمار کرنا ممکن ہو لہٰذا علم، مال نہیں ہو سکتا۔

توجب علم، مال نہیں ہے تو اس کا بیچنا بھی درست نہیں ہے البتہ اس کا حق خدمت وصول کیا جا سکتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ بہترین اجرت جو تم حاصل کرو، وہ قرآن مجید کی اجرت ہے۔[4] تو یہ علم پر حق خدمت ہے، اس کا معاوضہ نہیں ہے۔ معاوضہ میں اور حق خدمت میں فرق ہے۔ معاوضہ تو آپ کی خدمت (service) کا وہ عوض اور بدل ہوتا ہے جو فریقین میں پہلے سے طے ہو جیسا کہ آپ اپنی خدمت کے عوض مقرر تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ اور حق خدمت، آپ کی خدمت کا عوض اور بدل نہیں ہوتا بلکہ آپ کو آپ کی خدمت کے عوض جو بھی دے دیا جائے، آپ قبول کر لیتے ہیں۔

اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح بخاری میں مذکورہ بالا روایت سے پہلے امام شعبی رحمہ اللہ کا یہ قول لائے ہیں کہ معلم کو چاہیے کہ وہ معاوضے کو شرط نہ بنائے البتہ جو دے دیا جائے، اس کو قبول کر لے۔[5] اس روایت کے پس منظر میں جس واقعے کا تذکرہ ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کا کہ جو سفر پر نکلے اور ایک قبیلے کے قریب پڑاؤ ڈالا اور ان سے مہمان نوازی چاہی تو انہوں نے مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ اب ان کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا تو وہ صحابہ کی اس

---

[1] يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ [الشعراء: 26: 88]

[2] يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ [المجادلة: 58: 11]

[3] الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ [الهمزة: 104 :2]

[4] الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، كِتَابُ الإِجَارَةِ، بَابُ مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ عَلَى أَحْيَاءِ العَرَبِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ، دار طوق النجاة، مصر، 92/3

[5] وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: «لاَ يَشْتَرِطُ المُعَلِّمُ، إِلَّا أَنْ يُعْطَى شَيْئًا فَلْيَقْبَلْهُ» [أيضاً: 92/3]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جماعت کے پاس آئے کہ آپ میں کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہو تو ہمارے ساتھ تعاون کرے۔ تو اب ایک صحابی نے اس بنیاد پر کہ انہوں نے مہمان نوازی نہ کی تھی، ان سے جھاڑ پھونک کی اجرت طے کر لی۔[1] تو کوئی معقول بنیاد موجود ہو تو طے کرنے میں حرج نہیں اور طے ہو جانے کی صورت میں اسے "جُعالة" کہتے ہیں لیکن اصلاً حق خدمت طے نہیں ہوتا ہے۔

تو علم کی خرید وفروخت نہیں ہو سکتی، یہ ہمارا بنیادی بیانیہ ہے۔ اہل مغرب نے تو علم کی خرید وفروخت کو قانونی جواز بخش کر اسے تجارت بنا دیا ہے تو کیا ہم مسلمان بھی اتنے گئے گزرے ہیں کہ علم کی نشر واشاعت اور مادی اشیاء کے کاروبار کا فرق ہی مٹا دیں۔ دوسرا صحیح روایت میں ہے کہ علم حاصل کرنا ہر ایک پر فرض ہے۔[2] تو اس میں دینی علوم تو شامل ہیں ہی اور علماء کی ایک جماعت اس میں دنیاوی علوم کو بھی شامل کرتی ہے۔ جب علم کا حصول فرض ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ہم ایک مسلمان کو اس بات کا پابند بنائیں کہ وہ اپنا فرض اسی وقت ادا کر سکتا ہے جبکہ اس کے پاس اس فرض کی ادائیگی کے پیسے ہوں۔ اور بہت سی دینی کتب ایسی ہوتی ہیں جو فرض علم کو شامل ہیں جیسا کہ قرآن مجید کے تراجم، احادیث کی کتب کے تراجم، احادیث کی کتب کی تخریج و تحقیق، عقائد، عبادات اور معاملات کے فقہی احکام پر مشتمل کتب وغیرہ۔

اب کیا سنت رسول ﷺ کے مطابق نماز پڑھنا فرض نہیں ہے کیا! اگر ہاں، تو پھر صحیح نماز نبوی وہی پڑھ سکتا ہے جو خرید سکتا ہو کیونکہ صحیح نماز نبوی پر مصنف اور پبلشر کے حقوق محفوظ ہیں لہٰذا آپ اسے خرید کر ہی پڑھ سکتے ہیں، اور کوئی ذریعہ نہیں۔ کوئی مصنف اور پبلشر سے یہ سوال کرنے کو تیار نہیں کہ یہ نماز نبوی ہے یا نماز مصنف یا نماز پبلشر جو اس کے حقوق اس کے پاس محفوظ ہو گئے! جب یہ نماز نبوی ہے جیسا کہ آپ خود مان رہے ہیں تو اس کے اصلاً حقوق تو

---

[1] «فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ، وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لاَ يَنْفَعُهُ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْقِي، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الغَنَمِ» [أيضاً: 3/92-93]

[2] «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ» [ابن ماجة، محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، دار إحياء الكتب العربية، بيروت، 1/81]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبوی وراثت ہے جو تمام امت میں جاری ہوئی ہے۔ تو یہ نماز مصنف یا پبلشر کی قانونی ملکیت (intellectual property) کہاں سے بن گئی!

پس ہر ایسی قانون سازی کہ جس کے ذریعے دینی یا دنیاوی علم کو محدود کیا جائے، درست نہیں ہوگی کہ یہ کتمان علم یعنی علم چھپانے کی ایک صورت ہے اور ہمیں وہ علم پھیلانے کا حکم دیا گیا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو[1] اور بنیادی دینی علم کے چھپانے کو ایک گناہ تک قرار دیا گیا ہے۔[2] کاپی رائٹس کی صورت میں آپ غرباء سے علم چھپا لیتے ہیں اور انہیں ان کے دینی فرض یعنی علم کے حصول کی ادائیگی سے محروم کر دیتے ہیں۔ اور اہم بات یہ بھی ہے کہ علم پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے جیسا کہ گھاس، پانی اور آگ کے بارے حدیث میں ہے کہ اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے اور سب اس میں برابر طور شریک ہیں۔[3] آج اگر کسی نے صحیح بخاری کا ترجمہ شائع کیا ہے اور وہ اس کے ملکیتی حقوق کا دعویدار ہے تو سوال یہ ہے کہ خود صحیح بخاری کے ملکیتی حقوق اس کو کس نے دیے! اگر صحیح بخاری ایک تصنیف ہے اور مال ہے تو اس کی وراثت ان کے خاندان میں جاری نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اور شجرے نکالنا کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ جن سے معلوم ہو سکے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے وارث کون ہیں۔

اسی طرح ایک شخص نے اگر کوئی سافٹ ویئر ڈیزائن کیا ہے تو اس میں ریاضی استعمال ہوا ہے تو جو ریاضی اور لوگرتھم اس شخص نے اس سافٹ ویئر کو ڈیزائن کرنے کے لیے استعمال کیا ہے، اس کے حقوق اسے کس نے دیے ہیں؟ کیا زیرو اور ون کے بغیر ونڈو یا کمپیوٹر کے کسی پروگرام کا کوئی تصور بھی ممکن ہے؟ اگر نہیں تو جس شخص نے زیرو اور ون ایجاد کیا ہے، کیا اس کا ونڈو کی فروخت میں کوئی حق نہیں ہے؟ اگر وہ شخص نہیں ہے تو اس کی اولاد میں اس کی وراثت جاری نہیں

---

[1] «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً» [صحيح البخاري، كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ، بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، 170/4]

[2] إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ [البقرة: 2: 174]

[3] الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ، وَالْكَلَإِ، وَالنَّارِ [سنن ابن ماجه، كِتَابُ الرُّهُونِ، بَابُ الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ، 826/2]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گی۔ مطلب یہ عجب تماشا ہے کہ امریکیوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ 1923ء سے پہلے کوئی کاپی رائٹ نہیں ہے، سب علم و ایجاد پبلک پراپرٹی ہے۔[1] اور پھر یہ بھی طے کر لیا ہے کہ یہ یعنی فکری ملکیت (intellectual property) ایک ایسی پراپرٹی ہے کہ جس پر آپ کا حق آپ کی وفات کے پچاس یا ستر سال بعد ختم ہو جاتا ہے فیاللعجب۔[2]

بھئی کوئی معقول بات تو کریں۔ اگر علم، علمی ایجاد اور علمی تصنیف کا کاپی رائٹ ہے تو ہے لہٰذا ہزاروں سال پیچھے سے کہانی شروع کریں۔ 1923ء سے پہلے اسے پبلک پراپرٹی نہ بنائیں بلکہ اس وقت بھی اسے فرد ہی کی ملکیت قرار دیں کہ ہماری حیثیت شرعی حکم کے واضع کی نہیں کہ بیسویں صدی میں کوئی نیا حکم شرعی پیدا کر دیں بلکہ اس کے تلاش کرنے والے کی ہے کہ حکم شرعی رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے موجود ہے، بس ہم نے آج اسے ڈھونڈ نکالا ہے۔ اور اجتہاد حکم شرعی کی تلاش کا نام ہے نہ کہ شرعی حکم کی تخلیق کا۔[3] پس قرآن مجید کے ہر نسخے کی اشاعت میں مصنف یعنی اللہ عزوجل کا حق بیت اللہ کی نذر کیا کریں اور حدیث کی ہر کتاب کی اشاعت میں رسول ﷺ کی اولاد یعنی سادات کا ایک حصہ جاری کیا کریں و علی ہذا القیاس۔ اگر ایسا فتویٰ جاری نہیں کریں گے تو آپ شرعی حکم کا انشاء کر رہے ہیں نہ کہ اظہار۔ اور اجتہاد مُظہر شریعت ہے نہ کہ موجد۔

معاصر علماء کی اکثریت کاپی رائٹس کے جواز کی قائل ہے جیسا کہ شیخ نظام الدین مفتی دار العلوم دیوبند، شیخ بکر ابو زید، مفتی تقی عثمانی، شیخ مصطفیٰ الزرقاء، شیخ وہبہ الزحیلی، شیخ یوسف القرضاوی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی وغیرہ۔[4] جن علماء نے کاپی رائٹس کو ناجائز کہا ہے؛ ان

---

[1] Stephen M. McJohn, Copyright: Examples and Explanations (New York: Aspen Publishers, 2006), P. 163

[2] Lior Zemer, The Idea of Authorship in Copyright, (USA: Ashgate Publishing Limited, 2007), P. 157

[3] الزحيلي، الدكتور محمد مصطفى، الوجيز في أصول الفقه الإسلامي، دار الخير، دمشق، 2006 م، 275/2

[4] حقوق الاختراع والتأليف في الفقه الإسلامي: ص 238-239

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مفتی شفیع صاحب، شیخ احمد الحجی الکردی، تقی الدین نبہانی اور محمد الحامد وغیرہ ہیں۔[1] علاوہ ازیں جامعہ بنوریہ کا ایک آن لائن فتوی بھی نظر سے گزرا کہ جس میں انہوں نے اسے ناجائز ہی کہا ہے[2] اور ہندوستان میں بریلوی علماء کی شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے ساتویں فقہی سیمینار میں بھی اسے ناجائز ہی کہا گیا ہے۔[3] بعض علماء مثلاً عبد اللہ بن بیہ اور عبد اللطیف الفرفور نے

[1] أیضاً: ص 241

[2] سوال: انٹرنیٹ میں بہت سی ایسی اسلامی کتابیں موجود ہے کہ جسے پبلشرز کے بلا اجازت ویب سائٹ میں اپلوڈ کردیاگیا ہے، کیا ایسے کتابوں کو کمپوٹر میں محفوظ کرنا یا پڑھنا شریعت کے رو سے جائز ہے؟ مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ جواب: دینی امورسے متعلق تصنیفات، دینی کتابوں کورائلٹی کی صورت میں محفوظ کرنا، اجارہ پر دینا یا فروخت کرنا چونکہ درست نہیں ہے اس لیے مصنف کی اجازت کے بغیر بھی اسلامی کتب کو اپ لوڈ کیا جا سکتا ہے اورکمپیوٹر میں محفوظ بھی کر سکتے ہیں۔ تفصیلات کے لیے فتاویٰ بینات، جلد دوم، کتاب المعاملات، صفحہ:124 تا 131 کا مطالعہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔ فتوی نمبر: 143705200006

http://www.banuri.edu.pk/readquestion/مصنف-کی-اجازت-کے-بغیرکتابیں-اپ-لوڈ-کرنا/2016-02-13

سوال: کتابوں کی رائلٹی لینا اور دینا جائز ہے کہ نہیں؟ سارا خرچہ کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر چھپائی تک پبلیشر کرتا ہے، البتہ ہر ایڈیشن کے چھپتے ہی منافع کا ایک مخصوص فیصد مصنف کو دینے کا پابند ہوتا ہے، چاہے وہ ایڈیشن فروخت ہو یا نا ہو! البتہ بعض اوقات مصنف کمپوز کروا کر بھی دیتے ہیں اس صورت میں رائلیٹی کا کیا حکم ہو گا؟ جواب: واضح رہے کہ کتاب کا مسوّدہ اپنی ملکیت میں رکھ کر صرف حقِ طباعت کو فروخت کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ حقِ طباعت کوئی مال نہیں کہ جس کو فروخت کیا جا سکے، لہٰذا حقِ طباعت پر کسی بھی طرح اجرت لینا جائز نہیں ہے، نیز کتاب کو سالانہ یا ہر ایڈیشن چھپنے پر رائلٹی پر دینا بھی درست نہیں ہے۔ شرح المجلہ میں ہے: کل یتصرف في ملکه کیف شاء 4/132، مادہ: 1192، الفصل الاول فی بیان بعض قواعد فی احکام الاملاک، ط: رشیدیہ۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: ومنها: أن یکون المبیع معلوماً والثمن معلوماً علماً یمنع من المنازعة؛ فبیع المجهول جهالةً تفضي إلیها غیر صحیح 3/3، کتاب البیوع، الباب الاول، ط: رشیدیہ۔ فتاوی شامی میں ہے: وفي الأشباه: لا یجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة، وعلی هذا لا یجوز الاعتیاض عن الوظائف بالأوقاف. (قوله: لا یجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة عن الملك) قال: في البدائع: الحقوق المفردة لا تحتمل التملیك ولا یجوز الصلح عنها 4 / 518، کتاب البیوع، ط: سعید، فقط واللہ اعلم۔ فتوی نمبر: 144001200752

http://www.banuri.edu.pk/readquestion/کتاب-کے-مسودہ-کو-رائلیٹی-پر-لینا-دینا-حق-طباعت-کی-بیع-کا-حکم/2018-10-28

[3] حق طباعت، حق تصنیف، حق ایجاد کی خرید و فروخت:۔ ارباب علم اور اصحاب فقہ وافتاء سے یہ بات مخفی نہیں کہ آج خرید وفروخت اور معاملات کی نوع بنوع شکلوں کی ایجاد سے کتنی ایسی اشیاء کو قیمتی سرمائے اور مال ودولت کی فہرست میں شامل کر لیا ہے جو بلا شبہ فقہ حنفی کے نقطہ نظر سے مال کی تعریف کا مصداق نہیں ہے، کیوں کہ کتب فقہ میں بیع کی تعریف "مبادلة المال بالمال بتراضی الطرفین" (ہدایہ ۲/۳) سے کی گئی ہے۔ اور مال کی تعریف کرتے ہوئے علامہ شامی نے یہ رقم فرمایا ہے۔ "المراد بالمال ما یمیل الیه الطبع ویمکن ادخاره

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوقت الحاجة والمالية تثت بتمول الناس کافة او بعضهم" (شامی۳/٤)۔ مال کی تعریف مذکور کے پیش نظر یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ مال کا قابل ذخیرہ، مادی ہونا، لازم ہے۔ اسی بنا پر کتب فقہیہ میں حق تعلّی، حق شرب، حق تسہیل وغیرہ حقوق کی بیع و شراء کو ناجائز قرار دیا گیا ہے کہ یہ منافع ہیں جو مادی نہیں ہیں۔ مگر ساتھ ہی بعض حقوق مثلاً حق مرور کی بیع کے جواز کی صراحت بھی موجود ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے: "واذا کان السفل لرجل وعلوه لآخر فسقط او سقط العلو وحده فباع صاحب العلو علوه لم یجز، اھـ"(ہدایہ ٤٠/٣) ...ماضی میں جن حقوق کے حوالے سے کتب فقہ و فتاویٰ میں گفتگو کی گئی ہے ان کو بنیادی طور پر دو قسموں یعنی حقوق مجردہ اور حقوق مؤکدہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور بعض حقوق کی بیع یا اس کا معاوضہ لے کر دستبرداری کی تفصیل بھی لکھی گئی ہے۔ مگر آج ان حقوق کے علاوہ کچھ اور بھی حقوق کی بیع و شرا کا رواج ہو چلا ہے اور با قاعدہ ان کی خرید و فروخت ہو رہی ہے مثلاً حق تصنیف، حق ایجاد، حق تحقیق وغیرہ... [اہل علم کا] اس بات پر اتفاق ہوا کہ حق کی دو قسمیں ہیں؛ اول حق مؤکد جس کی تعبیر حق ثابت و حق متقرر سے ہوتی ہے، دوم حق مجرد۔ حق مجرد جو محل میں متقرر نہ ہو اور صاحب حق کو صرف ولایت تملک (نہ کہ ولایت تملیک) حاصل ہو۔ اور اس کا ثبوت اصالۃً نہ ہو بلکہ صرف رفع ضرر کے لئے ہو۔ حق مؤکد وہ حق ہے جو محل میں متقرر ہو، صاحب حق کو ولایت تملیک بھی حاصل ہو اور اس کا ثبوت اصالۃً ہو (نہ کہ محض دفع ضرر کے لئے)۔ یہ تعریف ہدایہ و ردالمحتار وغیرہ کی عبارتوں سے ماخوذ ہے جو کتاب الشفعہ میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حقوق اشاعتِ تصانیف اور تجارتی گڈ وِل نیز اشیاء کی نئی ایجادات اور دواؤں کے فارمولے وغیرہ کے حقوق سے متعلق بحثیں سامنے آئیں کہ یہ حقوق مجرد ہیں یا حقوق مؤکد ہیں؟ اس مسئلہ میں چند رائیں سامنے آئیں؛ اول یہ کہ یہ حقوق مؤکدہ ہیں کہ تصنیف جو مال ہے اس سے متعلق ہیں۔ یہ رائے مفتی انور نظامی اور مولانا فیضان المصطفیٰ کی تھی۔ دوسری رائے یہ تھی کہ یہ حقوق مجردہ ہیں کہ اگر کتاب وغیرہ کی طباعت صنعت کر کے کوئی دوسرا شخص تجارت کرے تو اس میں مصنف کے لئے ضرر ہے۔ اور یہ حق، حق شرب کی طرح ہے جو کسی مال یا شخص سے متعلق نہیں۔ اکثر مندوبین کی رائے یہی ہے۔ تیسری رائے محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب نے پیش کی کہ نہ یہ حق مؤکد ہے اور نہ مجرد بلکہ اسے بول چال میں حق کہا جاتا ہے جیسے مباحات پر قبضہ کا حق، مسجد میں نماز پڑھنے کا حق نہ مؤکد ہے اور نہ مجرد۔ چوتھی رائے یہ سامنے آئی کہ یہ حق مجرد تو ہے مگر حق شفعہ وغیرہ سے بھی ضعیف تر، یہ رائے حضرت تاج الشریعہ نے پیش فرمائی۔ بحث کے بعد طے ہوا کہ وہ حق مجرد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ طے ہوا کہ تصنیف کا حق اشاعت، اپنی ایجاد کا فارمولہ کتاب یا کسی مال کے ساتھ تبعاً فروخت کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مصنفین و موجدین کا اپنی تصنیف و ایجاد کی رائلٹی کتاب کی اشاعت کرنے والے سے اور ایجاد کی صنعت و تجارت کرنے والوں سے مقرر کرانا اور وصول کرنا جائز ہے یا حرام؟ اس سلسلہ میں متفقہ فیصلہ ہوا کہ مصنف یا موجد ایجاد نے جب ان کے مذکورہ بالا متعلقین کو تجارت کا رأس المال نہ دیا یا خود تجارت میں عملی طور پر شرکت نہ کی ہو تو وہ نہ مضاربت ہے اور نہ شرکت صحیحہ کی کسی قسم میں داخل ہے۔ اس لئے رائلٹی کا لین دین شرعاً حرام وناجائز ہے۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت تاج الشریعہ نے فرمایا:۔ "رائلٹی میں اگر مصنف نے یہ کہہ دیا کہ میں کچھ نہیں لونگا اور طابع نے کہہ دیا کہ میں کچھ نہیں دونگا۔ پھر بعد میں اپنی رضا وخوشی سے کچھ دے تو لینے میں حرج نہیں"۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

http://hazrat.org/UrduWabesite/seminar07.htm

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف دینی کتب اور تالیفات کے کاپی رائٹس کی ممانعت کی بات کی ہے۔[1] اور تیسرے قول کے قائلین میں محمد نعیم یاسین ہیں۔[2]

کاپی رائٹس میں رائٹس کا معنی حقوق کا ہے۔ کیا بندے کا حق ہے اور کیا نہیں، تو یہ وحی سے ثابت ہو گا۔ وحی کی صریح دلیل کے بغیر کسی چیز کو کسی کا شرعی حق قرار دینا مناسب امر نہیں ہے۔ تو حق، وحی سے ثابت ہو گا، کتاب وسنت سے ثابت ہو گا، دلیل سے ثابت ہو گا نہ کہ قانون سے، اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اگر رائج قانون سے کوئی حق ثابت ہوتا تو ٹیکس کے تمام قوانین، شرعی حق کہلاتے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ٹیکس نافذ کرنے والے حکمران پر لعنت بھیجی ہے۔[3] پاکستانی قانون میں یتیم پوتے کا اپنے دادا کی وراثت میں حق ہے اور علماء اس حق کو حق ماننے پر تیار نہیں ہیں[4] کہ یہ حق، وحی نے نہیں بیان کیا ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ کاپی رائٹس ایک شرعی حق ہے، ہمارے پاس اس کی دلیل کیا ہے؟

تو کاپی رائٹس سے متعلق، حق دو قسم کا ہے؛ ادبی اور مالی۔ ادبی حق کو سب تسلیم کرتے ہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے[5] کہ جو بھی تحریر، تصنیف، ایجاد اور اختراع ہے تو اس کی نسبت اصل مصنف اور موجد کی طرف ہی ہونی چاہیے اور غیر کا اس کی نسبت اپنی طرف کرنا جھوٹ اور کذب ہے جو کسی صورت جائز نہیں کہ علم کی نسبت عالم کی طرف نہ کہ جاہل کی طرف اور قیام کی نسبت قائم کی طرف ہو گی نہ کہ قاعد کی طرف، یہ فطری بات ہے اور یونیورسل ہے۔ جہاں تک مالی حق کا تعلق ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ وہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں اور اس بارے علماء کی تین

---

[1] حقوق الاختراع والتأليف في الفقه الإسلامي: ص 241

[2] أيضاً: ص 242

[3] "لا يدخُل الجنةَ صاحبُ مَكْسٍ" [أبو داود، سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود، دار الرسالة العالمية، بيروت، 2009 م، 562/4]

[4] احمد یار، ڈاکٹر حافظ، یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ: ایک علمی اور فقہی جائزہ، الفیصل ناشران، لاہور، 1999ء، ص 55-57

[5] حقوق الاختراع والتأليف في الفقه الإسلامي: ص 116

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آراء کا ذکر اوپر گزر چکا۔ ہم نے یہ کہا ہے کہ علم، مال نہیں ہے لہذا اس کا حکم بھی مال کا نہیں ہے کیونکہ مال ایک مادی (tangible) چیز ہے جبکہ علم، خیر اور شر، اچھے اور برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت کا نام ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾ [1]

"اللہ عزوجل لازماً سچوں اور جھوٹوں میں تمیز کر دے گا۔"

تو علم ایک وصف ہے جو حدیث کے بیان کے مطابق علماء کو نبیوں سے وراثت میں ملا ہے اور اس کی وراثت درہم ودینار جیسی نہیں ہے[2] کہ ہم اس پر درہم ودینار کا حکم لگانا شروع کر دیں۔

ٹھیک ہے ہم بھی مجازاً علم کی چوری کو چوری اور سرقہ (plagiarism) کہہ دیتے ہیں تو استعارتاً ایسا کہنے میں حرج نہیں لیکن جو لوگ علم، کو مال سمجھتے ہیں تو انہیں پھر ادبی چور پر ہاتھ کاٹنے کی حد جاری کرنے کا بھی فتوی دینا چاہیے۔ جب آپ نے ایک رائے پوری شرح صدر سے اختیار کی ہے تو اس کے تمام نتائج کو بھی تسلیم کریں گے تو وہ علمی رائے کہلائے گی۔ پس خلاصہ کلام یہ کہ مصنف کا ادبی حق ثابت ہے اور جہاں تک مالی حق کا تعلق ہے تو اس میں تفصیل ہے یعنی اس طرح ثابت نہیں ہے جس طرح کہ کاپی رائٹس کے عرفی اور قانونی تصور کے مطابق ثابت کیا جاتا ہے۔ تو مصنف کے لیے کاپی رائٹس یعنی اس کے مالی حقوق کی دلیل کیا ہے؟ تو دلیل کے طور یہ حدیث بیان کی جاتی ہے:

"أحق ما أخذتُم عليه أجرًا كتابُ الله"۔[3]

"بہترین اجرت جو تم حاصل کرو، وہ قرآن مجید پر اجرت ہے۔"

تو بھئی آپ اپنی جھاڑ پھونک یا قرآن مجید کی تعلیم یا اپنی تصنیف یا ایجاد پر اجرت حاصل کریں، کس نے منع کیا ہے؟ اصل محل اختلاف (point of difference) یہ نہیں ہے۔ قرآن مجید

---

[1] العنکبوت: 29: 3

[2] إِنَّ العُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا العِلْمَ» [الترمذي محمد بن عيسى سنن الترمذي ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر 1975 م 48/5]

[3] صحيح البخاري، كِتَابُ الإِجَارَةِ، بَابُ مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ عَلَى أَحْيَاءِ العَرَبِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ، 92/3

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھ کر جھاڑ پھونک کرنا، آپ کی خدمت (service) ہے اور آپ اس خدمت کے عوض مال وصول کر سکتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔[1] لیکن آپ کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ آپ یہ کہیں کہ ان مخصوص آیات اور احادیث پر مشتمل دم چونکہ میری دریافت ہے لہٰذا اس پر میرے کاپی رائٹس ہیں یا میں اسے اپنے نام رجسٹر کروا لیتا ہوں تاکہ کوئی اور عامل اس دم کو استعمال نہ کرے۔ تو اس اجارہ داری کی دلیل کیا ہے؟ جبکہ نہ قرآن آپ کا کلام ہے اور نہ حدیث آپ کی تصنیف ہے۔ اور یہی حال تقریباً ہر تصنیف اور ایجاد کا بھی ہے کہ وہ پچھلوں کے علم کی بنیاد پر وجود میں آئی ہوتی ہے۔ تو حقیقی معنی میں کوئی تصنیف یا ایجاد، تخلیق ہوتی بھی نہیں ہے۔

مثال کے طور پر کتاب کو لے لیں کہ یہ یا تو ترجمہ ہو گی یا تصنیف۔ اگر تو ترجمہ ہے تو بھئی جس کی کتاب کا ترجمہ ہے، اسے آپ نے کاپی رائٹس دیے ہیں؟ مثال کے طور پر قرآن مجید کا ترجمہ ہے یا حدیث کی کتاب کا ترجمہ ہے یا ائمہ دین یا سلف صالحین کی کسی کتاب کا ترجمہ ہے تو آپ ہی کے بیان کے مطابق کلام کے اصل خالق تو وہ ہوئے اور ان کے کوئی کاپی رائٹس نہیں ہیں کیونکہ اس پر امریکیوں نے اجماع کر لیا ہے کہ 1923ء سے پہلے کی تصنیف اور ایجاد پر انہوں نے کسی کو کاپی رائٹس نہیں دینے تو یہ اتفاق تو خود ایک باطل چیز پر اتفاق ہے کہ کاپی رائٹس اگر شرعی حق ہیں تو ایسے اتفاق سے کسی کا شرعی حق باطل نہیں قرار دیا جا سکتا لہٰذا سلف صالحین کی کتابوں کے کاپی رائٹس ان کی اولاد میں بطور وراثت جاری ہونے چاہییں اور جس مصنف کے کاپی رائٹس کے مال کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو اس کا مال بیت المال میں جانا چاہیے۔ جس دلیل سے کاپی رائٹس آج کے زمانے میں ثابت ہوئے ہیں، اسی دلیل سے چودہ صدیوں سے ثابت ہوتے چلے آ رہے ہیں لہٰذا کسی مکتبے کو کیا حق پہنچتا ہے کہ بخاری و مسلم، بو حنیفہ و ابن تیمیہ کی کتابوں پر کاروبار کرے؟ کیا اس نے ان سے کاپی رائٹس حاصل کیے ہیں؟

اسی طرح اگر کسی کی تصنیف ہے تو اس تصنیف کا تجزیہ کر لیں کہ وہ کیا ہے۔ یہاں تو ریسرچ آرٹیکل ستر حوالوں کے بغیر آرٹیکل نہیں کہلاتا تو ایک اچھی تصنیف دوسروں کے اقتباسات کے

[1] أیضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغیر کیسے مکمل ہو سکتی ہے! ایک مذہبی تصنیف کیا ہے؛ قرآن مجید کی آیات ہیں، ان کا ترجمہ ہے۔ پھر ان آیات کی تفسیر ہے اور وہ بھی مصنف کی نہیں ہے بلکہ طبری نے یہ کہا، قرطبیؒ کی یہ رائے ہے، ابن کثیر یہ کہتے ہیں رحمہم اللہ۔ پھر کہیں اپنی بات کے استدلال میں حدیث ہے، اور اس کا ترجمہ ہے۔ تو قرآن کی طرح حدیث بھی اپنی تصنیف نہیں ہے۔ پھر اس حدیث کی شرح ہے، وہ بھی اپنی نہیں ہے کہ ابن حجر نے یہ کہا اور نووی یہ فرماتے ہیں رحمہما اللہ وغیرہ وغیرہ۔

تو تصنیف جسے آپ اپنی تخلیق کہہ رہے ہیں، اس میں آپ کا اپنا ہے کیا؟ قرآن اور حدیث کے علاوہ کچھ واقعات ہیں تو وہ بھی خبر ہے، آپ کی تخلیق نہیں۔ آپ کی تخلیق وہ چند ایک جملے ہوتے ہیں جو ہر دوسرا مذہبی مصنف اپنی کتاب میں دہرا رہا ہوتا ہے جیسے کہ قرآن مجید کی آیات بیان کرنے سے پہلے کا جملہ "اللہ عزوجل فرماتے ہیں" اور حدیث بیان کرنے سے پہلے یہ جملہ کہ "رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے" اور صحابہ وتابعین یا سلف صالحین کے اقوال بیان کرنے سے پہلے یہ جملہ "امام/علامہ/شیخ صاحب کا کہنا ہے"۔ تو یہ اور اس طرح کے چند جملے آپ کا ذاتی علم اور کل تخلیق ہے کہ جس کی رائیالٹی کے آپ دعویدار ہیں کہ آپ کے علاوہ کسی کو نہیں جانی چاہیے۔ کمال ہے بھائی! یہ معاملہ صرف مذہبی مصنفین کا نہیں ہے، فلسفے کی کتاب اٹھا لیں تو ارسطو سے رسل تک فلاں یہ فرماتے ہیں تو فلاں یہ اور یہی حال سائنس کی کتابوں کا بھی ہے۔

پھر یہ کہ آج کے یہ سارے محققین کیا لائبریری میں جا کر کتب سے استفادہ کرتے ہیں؟ یہ سارے تو انٹرنیٹ سے پی ڈی ایف نسخوں کے مطالعہ سے یا گوگل بُکس یا مکتبہ شاملہ جیسے سافٹ ویئرز کو بنیاد بنا کر اپنی کتابیں پبلش کرتے ہیں۔ تو جس کتاب کی تحقیق کی بنیاد مفت کی ای بُک ہو، اسی کتاب کی ای بُک شیئر کرنے کو ناجائز کہا جا رہا ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے! خود کتاب کے مصنف نے مصادر ومراجع میں جن ستر کتابوں کا حوالہ دیا ہے، کیا اس نے وہ سب کتابیں خرید کر اپنی یہ کتاب تیار کی ہے؟ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے ان کتب سے لائبریری میں استفادہ کیا لیکن ایسا اب شاذ ونادر ہی ہوتا ہے کہ جب کتاب آپ کو انٹرنیٹ پر دستیاب ہو تو لائبریری جانے کی کون زحمت کرتا ہے۔ پھر انٹرنیٹ پر جن پی ڈی ایف کتب سے ایک محقق نے استفادہ کیا ہے تو کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے ان کتب کے پبلشرز سے رابطہ کر کے معلوم کر لیا تھا کہ یہ کتب ان کی اجازت سے اپ لوڈ کی گئی ہیں یا نہیں؟ پھر جس اِن پیج یا ورڈ کے ورژن میں وہ کتاب کمپوز کی گئی ہے، وہ سافٹ ویئر کمپنی سے ہزاروں میں خریدا گیا ہے یا مارکیٹ سے اس کی چند سو روپے کی نقلی (pirated) کاپی استعمال ہوئی ہے؟ پھر جس ونڈو کے ورژن میں یہ کتاب تیار ہوئی، کیا وہ اوریجنل ہے؟ وغیرہ

کاپی رائٹس کے حق میں یا پھر یہ دلیل بیان کی جاتی ہے کہ حدیث میں ہے:

«لاَ ضَرَرَ وَلاَ ضِرَارَ» [1]

"کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ، نہ ابتداءً اور نہ ہی بدلے میں۔"

تو کسی علاقے میں اگر کوئی سُپر مال کھل جائے تو ایک کلومیٹر کے ریڈیئس میں تمام چھوٹے دوکانداروں کا کاروبار مندے میں پڑ جاتا ہے بلکہ بعض کا بیٹھ بھی جاتا ہے تو اب سُپر مال کھولنا ناجائز ہو گیا کیا؟ احادیث کی ایسی تشریحات نہ کریں۔ ایک کام میرے لیے مباح ہے تو وہ مباح ہے، بھلے میرے کرنے سے کسی کو نقصان ہو یا فائدہ۔ تو پہلے اس کام کی شرعی حیثیت کا تعین کریں، پھر فائدے نقصان کی دلیل کا کوئی فائدہ ہو گا۔ پھر کوئی صاحب کہتے ہیں کہ عرف (custom) دلیل ہے کہ کاپی رائٹس ہونے چاہیے۔ تو بھئی عرف کی دو قسمیں ہیں؛ عرف صحیح اور عرف فاسد۔ اور عرف فاسد دلیل نہیں ہوتا۔[2] عرف تو میلاد بنانے کا بھی ہے اور بسنت کا بھی۔ کیا آپ اسے مانتے ہیں؟ وہاں تو آپ یہی کہتے ہیں کہ فلاں رواج چونکہ فلاں صدی کی ایجاد ہے لہٰذا ہم نہیں مانتے۔ تو کیا کاپی رائٹس اکیسویں صدی کی ایجاد نہیں ہے؟

پھر آپ سوال کرتے ہیں کہ اسے بدعت کیوں کہہ رہے ہیں؟ تو جب آپ ایک حق بیسویں صدی میں مان رہے ہیں، اس سے پہلے نہیں اور اسے شرعی حق بھی کہہ رہے ہیں تو یہ بدعت نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر ایک شرعی حق پہلی مرتبہ بیسویں صدی میں ثابت ہو گا تو اس شرعی حق کے شارع تو آپ ہوئے نہ کہ کتاب وسنت۔ اگر تو وہ حق کتاب وسنت سے ثابت تھا تو چودہ صدیوں

---

[1] مالك بن أنس، الموطأ، مؤسسة زايد بن سلطان، الإمارات، 2004 م، 1078/4

[2] عبد الوهاب خلاف، علم أصول الفقه، مكتبة الدعوة، القاهرة، ص 89

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اس حق کو مانیں اور سلف صالحین کی تصانیف ان کی اجازت کے بغیر نہ تو شائع کریں اور نہ ہی ان کا ترجمہ کریں اور نہ ہی ان کی کتابوں سے اقتباسات نقل کریں۔ کچھ معقول بات تو کریں ناں۔ اگر تیرہ صدیوں میں لاکھوں دینی و دنیاوی کتب بغیر کاپی رائٹس کے شائع ہو چکیں اور ایک امت نے آپ کو مفت علم منتقل کیا اور آپ ان کے علم کی وجہ سے دو حرف کہنے کے قابل ہوئے تو اب آپ کو کیا مصیبت پڑ گئی ہے کہ آپ نے اگلی نسلوں کو وہ دو حرف پیسوں سے ہی بیچنے ہے۔ ذرا اسی پر غور کر لیں کہ اگر یہ کاپی رائٹس کا قانون رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے جاری ہو جاتا تو اب تک آپ تک کتنا علم دین پہنچ پاتا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ کاپی رائٹس کے قوانین، کیپٹلزم کی گلوبل چھتری کے نیچے وجود میں آئے ہیں لہٰذا یہ سرمایہ دار کے حقوق کا تو تحفظ کریں تو کریں، مذہب اور دین کا کچھ خیال نہیں کریں گے۔ ان کی یہ نحوست کم ہے کیا کہ آج علماء کے ایک طبقے نے علم کو مال کے گھٹیا مقام پر اتار دیا، طالب علم کسٹمر بن گیا، استاذ سیلز مین ہے اور علم پراڈکٹ ہے کہ جس کی قیمت لگتی ہے کہ فلاں مکتبے نے اتنی رائیلٹی دینے کا کہا ہے اور فلاں پبلشر اتنے میں کتاب خرید رہا ہے۔ اور علم کے بارے ہمارے بڑوں کا نقطہ نظر کیا تھا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اشعار میں ہے:

"رضينا قسمة الجبار فينا, لَنا عِلْمٌ ولِلْجُهَّالِ مَالٌ. فإنَّ المَالَ يَفْنَى عَنْ قَرِيْبٍ, وإنَّ العلم باقٍ لا يزالُ"۔ [1]

"ہم اللہ عزوجل کی قسمت پر راضی ہیں کہ ہمیں علم دیا اور جاہلوں کو مال۔ مال تو عنقریب فنا ہو جائے گا اور علم باقی رہے گا، اس کو زوال نہیں ہے۔"

پھر آپ ذرا غور کریں کہ کاپی رائٹس کیا مالی حقوق ہیں؟ تو ان کی نوعیت سے واضح ہوتا ہے یہ مالی نہیں بلکہ ایسے ملکیتی حقوق ہیں کہ جن کا مقصد مال کمانے سے زیادہ علم کی نشر واشاعت کو روکنا ہے۔ آپ ذرا پیٹنٹس (patents) کے قوانین کو دیکھ لیں کہ کیا ہیں؟ پیٹنٹس (patents) کے قوانین کے مطابق اگر کسی شخص نے کچھ ایجاد کیا ہے تو اس ایجاد کا استعمال، اس

[1] Retrieved 03 March 2020 from http://www.shoaraa.com/poem-6217.html#down

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تیاری، اس کی فروخت یہاں تک کہ اس میں بہتری لانے کے لیے اس میں تبدیلی بھی منع ہے، کم از کم بیس سال کے عرصے تک کے لیے۔[1] تو آپ مصنف اور موجد کے مالی حقوق کے تحفظ کے نام پر علم کی نشر واشاعت پر قدغنیں لگا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کی ایک جماعت جو کاپی رائٹس کی قائل ہے، وہ بھی اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ اگر کسی شخص کا مقصد علم کی نشر واشاعت ہو اور تجارت نہ ہو تو وہ کسی مصنف کی اجازت کے بغیر بھی اس کی کتاب کی کاپی کر سکتا ہے یا کسی کو دے سکتا ہے جیسا کہ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے اپنے دوست کو اپنی کتاب کی فوٹو کاپی دینا جائز کہا ہے۔[2] شیخ بن باز رحمہ اللہ سے بھی ایسے ہی فتاوی منقول ہیں۔[3]

پیٹنٹس (patents) کے قوانین کے مطابق اگر کسی فارماسوٹیکل کمپنی کے ریسرچر نے کسی بیماری کی کوئی دوا ایجاد کر لی ہے تو اب اس کمپنی ہی کے پاس اس دوا کے ملکیتی حقوق ہیں۔ پس فارماسوٹیکل کمپنی اس کو مہنگے داموں فروخت کرے گی کہ اب وہی کمپنی وہ دوا تیار کر سکتی ہے اور اس کی من چاہی قیمت لے سکتی ہے۔ اب وہ دوا غریبوں کی پہنچ سے دور رہے گی، لاکھوں کی اموات ہوں گی لیکن کاپی رائٹس کا قانون زندہ باد۔ تو دوا اگر آپ نے بنائی ہے تو بیماریاں بھی تو آپ نے ہی پیدا کی ہیں ناں تو کوئی احسان تو نہیں کیا آپ نے۔ پہلے آپ نے ترقی کے نام پر انڈسٹری لگائی، ہماری آب و ہوا، فضا، پانی اور فاسٹ فوڈز کو زہریلے کیمیکلز سے آلودہ کیا کہ جس سے نت نئی بیماریاں پیدا ہوئیں۔ اب ان کا علاج دریافت کر لیا تو اس علاج پر آپ کی اجارہ داری قائم ہے، کمال ہے! اور تو اور کوئی ریسرچر اگر یہ چاہے کہ وہ اس دوا پر کی گئی ریسرچ پر ریسرچ کر لے تو اس کی بھی اجازت لینی پڑے گی یعنی اب آپ کسی کے بنائے ہوئے فارمولاز پر مزید ریسرچ بھی نہیں کر سکتے کہ اس کی اصلاح کر لیں یا اس سے بہتر فارمولا لے آئیں۔[4]

---

[1] Joo-Young Lee, A Human Rights Framework for Intellectual Property, Innovation and Access to Medicine, (USA: Ashgate, 2015), p. 183

[2] حقوق الاختراع والتأليف في الفقه الإسلامي: ص 325

[3] أيضاً

[4] H. Jackson Knight Patent Strategy: For Researchers and Research Managers, USA:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی حال سافٹ ویئر کی انڈسٹری کا بھی ہے کہ آپ کسی سافٹ ویئر میں اس مقصد سے تبدیلی بھی نہیں کر سکتے کہ اس کا پہلے سے اپ ڈیٹڈ (updated) یا بہتر ورژن لے آئیں کہ یہ حق صرف اسے حاصل ہے کہ جس نے وہ سافٹ ویئر پہلی مرتبہ بنایا تھا کہ وہی اس میں تبدیلی اور بہتری لا سکتا ہے اور اگر اسے کوئی تبدیلی یا بہتری نہیں سوجھتی تو وہ سافٹ ویئر پڑا رہے، ہمیں اس سے کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب اس سرمایہ دارانہ نظام میں اصل مقصد حیات (purpose of life)، سرمایے اور مال میں اضافہ ہے نہ کہ علم و فکر کی نشر واشاعت۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ میں اسی بات کو بنیاد بنا کر کہ کاپی رائٹس کے قوانین سے علم کی نشر واشاعت رک جاتی ہے اور ایجادات کا پہیہ سست پڑ جاتا ہے، کاپی لیفٹ (copy left) کی تحریک چلائی گئی۔[1]

کاپی لیفٹ کی تحریک کا مقصد یہ نہیں تھا کہ آپ اپنا سافٹ ویئر ڈیزائن کرنے کے بدلے کوئی رقم یا اجرت وصول نہ کریں۔ آپ ضرور کریں کہ یہ آپ کا حق ہے کہ آپ نے محنت کی ہے لیکن اس تحریک کا اصل مقصد یہ تھا کہ آپ اپنی تصنیف، ایجاد اور اختراع پر اجرت لینے کے ساتھ ایسے حقوق کا دعوی نہ کریں کہ جس سے علم کی نشر واشاعت کو نقصان پہنچے۔ لہذا فری سافٹ ویئر فاؤنڈیشن نے جی این یو (GNU) کے نام سے ایک آپریٹنگ سسٹم بھی بنایا کہ جس کے کوئی کاپی رائٹس نہیں تھے اور بعد میں لینکس (LINUX) کے کاپی رائٹ فری ورژن میں اس کے اجزا کو استعمال بھی کیا گیا۔[2] شیخ محمد بن صالح العثیمین نے یہ کہا ہے کہ جب پبلشر حضرات کسی کتاب یا کیسٹ کا خرچ وصول کر لیں تو اب انہیں دوسروں کو اس کے پھیلانے سے نہیں روکنا چاہیے کہ علم کی نشر واشاعت کے لیے ایسی رکاوٹیں مناسب نہیں ہیں۔[3]

Wiley, 2013, p.

[1] John D. H. Downing (Editor), Encyclopedia of Social Movement Media, UK: Sage, 2011, p. 142

[2] Ibid.

[3] حقوق الاختراع والتأليف في الفقه الإسلامي: ص 325

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو علم تو اصل میں انسانوں کی ایک مشترک میراث تھی اور ہے لیکن کچھ لوگوں نے اسے ذاتی میراث بنا لیا ہے۔ اب وکی پیڈیا لے لیں، اس کی اشاعت کا مزاج وہی ہے جو ہمارے دین میں مطلوب ہے کہ اس میں سب کا حصہ بھی ہے اور اس تک سب کو مشترکہ رسائی بھی حاصل ہے۔ ہم پہلے بھی عرض کر چکے کہ علم کسی کی ذاتی میراث نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے، یہ مقدمہ ہی غلط ہے۔ آپ اپنی محنت اور خدمت کی اجرت لے سکتے ہیں لیکن اپنی ایجاد اور تصنیف کے پیچھے موجود علم کی وراثت نہیں۔ مطلب آپ کہتے ہیں کہ سائنس اور سائنسی ایجادات میں نیوٹن اور اس جیسے سینکڑوں سائنسدانوں کا تو کوئی ملکیتی حصہ نہیں ہے جو سائنس کے ابا جی تھے لیکن آج کل کے چھوکروں کو تمام ملکیتی حقوق حاصل ہیں کہ جنہوں نے سائنس کی عمارت کی چھت کا صرف پلستر سیدھا کیا ہے۔ اور یہی حال علوم اسلامیہ کا بھی ہے کہ ان اسلامی علوم کی چودہ صدیوں میں کھڑی ہونے والی عمارت کی تعمیر میں آج کے محققین کا کتنا حصہ ہے کہ وہ اس عمارت کی چھت کے پلستر پر ملکیتی حقوق کا دعوی کر رہے ہیں۔

تو بات یہ بھی ہے کہ میں نے بازار سے ایک کتاب خریدی ہے، اس کی قیمت ادا کی ہے۔ اب یہ کتاب میری ملکیت ہے، میں اس کا جو مرضی کروں۔ میں اسے کسی کو آگے بیچ دوں، میں اس کو پھاڑ دوں، میں اس کو کسی دوست کو تحفے میں دے دوں، میں اسے لائبریری میں رکھوا دوں۔ اب میں اس خریدی ہوئی کتاب کو اگر پبلک لائبریری میں رکھوا دیتا ہوں تو مصنف کو مالی نقصان ہو گا یا نہیں؟ تو نقصان ضرور ہو گا کہ لائبریری میں وہ کتاب ہزاروں لوگوں کی رسائی میں ہو گی تو وہ کتاب نہیں خریدیں گے۔ تو اب کتاب کو لائبریری میں رکھوانے پر بھی پابندی کا قانون بنوا لینا چاہیے کیا؟ تو اس قسم کی دلیلیں کاپی رائٹس کے حق میں دی جاتی ہیں۔

اچھا یہ بتلائیں کہ جب آپ نے کتاب بیچی ہے تو کس چیز کی قیمت وصول کی ہے؟ گتے، کاغذ اور روشنائی اور کتابت کی یا کتاب میں موجود مواد کی؟ اگر پہلی چیز کی قیمت وصول کی ہے تو ذرا بغیر مواد کے خالی صفحات کی کتاب فروخت کر کے دیکھیں؟ اور اگر دوسری چیز کی قیمت وصول کی ہے تو بغیر گتے، کاغذ، روشنائی اور کتابت کے ذرا علم کا سودا کر کے دیکھیں۔ تو دراصل آپ نے دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کی قیمت وصول کی ہے۔ تو آپ نے مجھے وہ کاغذ، گتا اور روشنائی بھی بیچی ہے اور اس کتاب میں موجود مواد بھی بیچ دیا۔ آپ اپنا علم بیچ چکے، اب یہ آپ کا نہیں رہا، اب یہ میرا علم ہے۔ اب آپ کی پچ (pitch) پر بات ہو رہی ہے۔

تو کاپی رائٹس کے قائلین سے سوال یہ بھی ہے کہ آپ کی نظر میں کاپی رائٹ شرعی حق ہے یا قانونی حق؟ اگر تو یہ شرعی حق ہے تو قانون اس کے خلاف ہے کیونکہ پاکستانی قانون یہ کہتا ہے کہ مصنف کی زندگی اور اس کے بعد پچاس سال شمار کر لیں تو اس دورانیے میں کاپی رائٹس کا دعوی قابل قبول ہے، اس کے بعد نہیں۔ تو قانون کی نظر میں کاپی رائٹس ایک ایسا حق ہے جو زندگی کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔[1] شریعت اسلامیہ میں تو ایسا نہیں ہے بلکہ ہماری شریعت میں حقوق کا اثبات، زندگی کے گرد گھومتا ہے۔ اصول فقہ کی کتابوں میں اہلیت وجوب کی بحث کا خلاصہ یہی ہے کہ حق یعنی شرعی حق زندگی سے ثابت ہوتا ہے اور موت سے ختم ہو جاتا ہے لہٰذا وفات کے بعد کسی قسم کی اہلیت وجوب نہیں ہے یعنی وفات کے بعد مکلّف کسی حق کے ثابت ہونے کا محل بننے کی اہلیت ہی کھو دیتا ہے۔[2] یہ اصولی بحث ہے اور قابل غور ہے۔

دوسرا یہ کہ یہ قانونی حق سب کو برابر طور حاصل نہیں۔ مثال کے طور اگر آپ نے آج کتاب پبلش کی ہے اور کل آپ کی وفات ہو گئی تو اس کتاب کے کاپی رائٹس اگلے 50 سال تک ہوں گے۔ اور اگر آپ نے آج کتاب پبلش کی اور آپ اس کے بعد 50 سال زندہ رہے تو آپ کی کتاب کے کاپی رائٹس 100 سال تک ہوں گے۔ تو یہ کیسا حق ہے کہ جس میں حق ہی متعین نہیں بلکہ غیر متعین ہے۔ تو غیر متعین حق تو حق نہ ہوا بلکہ شریعت میں حق تو ہوتا ہی متعین ہے۔

تیسری بات یہ کہ آپ کے کہنے کے مطابق اگر ہم کاپی رائٹس کے حق کو فکری اور قانونی ملکیت (intellectual property) مان لیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پراپرٹی ہے یعنی

---

[1] Faisal Daudpota, FUNDAMENTALS OF PAKISTAN'S COPYRIGHT LAW, file:///C:/Users/123%20pc/Downloads/SSRN-id2256161.pdf , p. 37

[2] الدکتور محمد مصطفی الزحیلي الوجیز في أصول الفقه الإسلامي دار الخیر سوریا 2006 م 492/1

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کا مال ہے۔ لیکن آپ کی اس پراپرٹی پر آپ کا حق ملکیت وفات کے بعد بھی پچاس سال جاری رہتا ہے جبکہ شریعت اسلامیہ میں آپ کی وفات کے ساتھ ہی آپ کی پراپرٹی، کل جائیداد اور مال کی ملکیت آپ کے ورثا کو منتقل ہو جاتی ہے لیکن قانون پچاس سال بعد ان ورثا کا مال ان سے لے کر اسے پبلک پراپرٹی بنا دیتا ہے تو یہ شرعاً کیسے جائز ہو گیا!

امریکہ میں یہ قانون ہے کہ 1923ء سے پہلے کی جو تصنیف اور ایجاد ہے، وہ پبلک پراپرٹی ہے۔ تو یہ کیا بات ہوئی! یہ شرعاً کیسے جائز ہو گیا کہ ایک حق کو ہم 1923ء میں تو تسلیم کر لیں لیکن اس پہلے نہیں۔[1] جس نے 1440ء میں پرنٹنگ پریس ایجاد کیا ہے یعنی گوٹن برگ، ہم اس کا حق ماننے تو تیار نہیں ہیں کہ جس کی ایجاد کو پچھلے ہزار سال کی ایجادات میں بہترین ایجاد کا مقام دیا گیا لیکن اس پرنٹنگ پریس سے شائع ہونے والی ایک کتاب کا حق مان رہے ہیں۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر تو آپ اسے شرعی حق سمجھتے ہیں تو کاپی رائٹس کے قوانین کو شریعت کے مطابق کرنے کے لیے آواز بلند کریں نہ کہ انہی رائج قوانین کو ہی اپنے موقف کی دلیل بنا لیں۔

اور اگر یہ قانونی حق ہے تو قانونی حق ضروری نہیں کہ شریعت کے موافق ہی ہو۔ یہ شریعت کے موافق بھی ہو سکتا ہے اور متصادم بھی۔ اگر تو ریاست کی طرف سے مباحات کے دائرے میں قانون سازی کی جائے جیسا کہ ٹریفک کے قوانین وغیرہ تو ان معاملات میں ظاہری اور باطنی دونوں طور نظم کی پابندی ضروری ہے۔ لیکن اگر ریاست کا قانون ہی آپ کی نظر میں شرعی تعلیمات سے متصادم ہو تو پھر اس کے ظاہر کی پابندی ہو گی، وہ بھی اس وجہ سے کہ ریاست کروائے گی لیکن باطنی پابندی ضروری نہیں ہے۔ اس کی مثال ٹیکس کے قوانین ہیں جو کہ شرعاً جائز نہیں ہیں لہٰذا علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اگر آپ شرعی خلاف ورزی سے بچتے ہوئے کسی حیلے بہانے سے ان سے بچ سکتے ہیں تو بچ جائیں، ورنہ انہیں پورا کریں۔[2]

---

[1] Stephen M. McJohn Copyright: Examples and Explanations, NY: Aspen Publishers, 2006, p. 163

[2] الحیلة... والتهرب من الضرائب رقم الفتوى: 11198
http://fatwa.islamweb.net/fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&lang=A

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی یہ بات کہ کاپی رائٹس میں خرید وفروخت کچھ شرائط کے ساتھ ہوتی ہے لہٰذا ان شرائط کی پابندی ضروری ہے تو شرائط کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو صحیح ہیں اور عائد کی جاسکتی ہیں اور دوسری وہ جو فاسد ہیں یعنی ان کا لگانا درست نہیں ہے۔ صحیح شرائط وہ ہیں جو کتاب وسنت کے موافق ہوں اور فاسد شرائط وہ ہیں جو کتاب وسنت کے مخالف ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ"۔[1]

"ہر وہ شرط جو اللہ کی کتاب میں موجود نہ ہو تو وہ باطل (void) ہے، چاہے سو ہی شرائط کیوں نہ ہوں۔"

تو یہ کہنا کہ ہم نے کتاب اس شرط کے ساتھ بیچی ہے کہ اس کی کمپوزنگ نہیں بیچی بالکل بے کار بات ہے۔ کمپوزنگ سے مراد یا تو مہارت (skill) ہے جو کہ بیچی نہیں جاتی بلکہ سکھائی جاسکتی ہے اور اس سکھانے کا عوض یا فیس لی جاسکتی ہے۔ اور دوسرا اس سے مراد کتاب کا مواد (composed material) ہے۔ تو یہ کہنا کہ ہم نے کتاب بیچی ہے، اس کی کمپوزنگ نہیں، ایسے ہی ہے جیسا کہ کوئی بڑھئی کہے کہ میں نے میز بیچی ہے، اس کی لکڑی نہیں۔ تو تم نے میز کے نام پر بیچا کیا ہے؟ دس پندرہ کیل اور گلو؟ تو ذرا کسی کو اپنی کتاب کا مواد یا کمپوزنگ نکال کر بیچیں تو سہی کہ وہ آپ سے خالی کاغذ اور گتا خرید لے۔ کچھ تو معقول بات کریں۔ ایک ہی جیسے کاغذ، گتے اور صفحات پر مشتمل کتابوں کی قیمت میں فرق اصلاً ان کے مواد کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ تو خریدار مواد کی قیمت ادا کرتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ آپ نے مواد نہیں بیچا تو کیا آپ نے وہ مواد کسٹمر کو کرائے (rent) پر دیا ہے؟ تو مسئلہ اتنا سادہ نہیں کہ جتنا آپ نے اسے بنا رکھا ہے۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہی ہے کہ مولف اور مصنف کے لیے اپنی کتاب کا عوض لینا جائز ہے۔ اسی طرح پبلشر کے لیے اپنی کتاب کی قیمت وصول کرنا جائز ہے۔ البتہ مصنف اور پبلشر دونوں کے لیے

&Id=11198

[1] سنن ابن ماجه، كِتَابُ الْعِتْقِ، بَابُ الْمُكَاتَبِ، دار إحياء الكتب العربية، بيروت، 842/2

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ایسے کوئی حقوق شریعت سے ثابت نہیں ہوتے کہ وہ جس شخص کو کتاب بیچ دیں، اس پر اس کتاب کے استعمال کے حوالے سے کوئی پابندی لگا دیں۔ لہٰذا اس شخص کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اس کتاب کو کسی کو ہدیہ کر دے یا اس کی فوٹو کاپی کروا کے لوگوں میں مفت بانٹ دے یا اس کتاب کو لائبریری میں رکھوا کر سینکڑوں لوگوں کو استفادہ کا موقع دے یا اس کتاب کو اسکین کر کے اس کی سافٹ کاپی افادہ عام کے لیے انٹرنیٹ پر شیئر کر دے۔ یہ اب اس کی شیء ہے، اس کے حق استعمال پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

WhatsApp No: 0300-4093026

Facebook ID: https://www.facebook.com/hm.zubair.52

Facebook Page: https://www.facebook.com/drhafizmuhammadzubair/

YouTube Channel: https://www.youtube.com/c/DrHafizMuhammadZubair

Email: mzubair@cuilahore.edu.pk